سیاسی جماعتیں
(Political Parties)

باب 6

اجمالی تعارف

جمہوریت کے اس سفر میں سیاسی جماعتوں سے ہمارا سیکڑوں بار سابقہ پڑچکا ہے۔ نویں جماعت میں ہم نے جمہوریت کے ابھرنے، دستوری خاکہ سازی کی تشکیل، انتخابی سیاست اور حکومتوں کے بنانے اور کام کرنے میں سیاسی جماعتوں کے کردار پر اظہار خیال کیا تھا۔ اس درسی کتاب میں ہم نے سیاسی اختیارات کی وفاقی تقسیم کاری کی حیثیت اور جمہوری سیاست کے عہد میں سماجی تقسیموں کی گفتگو کار کی حیثیت سے سیاسی جماعتوں پر سرسری نگاہ ڈالی ہے اس سفر کے خاتمہ سے پہلے آیئے اپنے ملک میں سیاسی جماعتوں کے کام کرنے کے انداز اور ان کی ساخت پر ایک نگاہ ڈالیں۔ ہم دو عمومی سوالوں کے ذریعہ بحث کا آغاز کرتے ہیں: جماعتوں کی ہمیں ضرورت کیوں ہے؟ ایک جمہوریت کے لیے کتنی جماعتیں مناسب ہیں؟ ان سوالوں کی روشنی میں ہم آج کے ہندوستان میں قومی اور علاقائی سیاسی جماعتوں کا تعارف کراتے ہیں اور اس کے بعد اس بات پر نظر ڈالتے ہیں کہ سیاسی جماعتوں میں کیا چیز نامناسب اور غلط ہے اور اس کی بابت کیا کچھ کیا جاسکتا ہے۔

© NCERT not to be republished

ہمیں سیاسی جماعتوں کی ضرورت کیوں ہے؟

تو آپ مجھ سے متفق ہیں کہ جماعتیں جانبدار کٹر اور تقسیموں کا موجب ہیں۔ جماعتیں کچھ نہیں کرتیں سوائے لوگوں کے تقسیم کرنے کے۔ یہی ان کا حقیقی وظیفۂ عمل ہے۔

سیاسی جماعتیں جمہوریت میں سب سے زیادہ آسانی سے نظر آنے والے اداروں میں سے ایک ہیں زیادہ تر عام شہریوں کے لیے جمہوریت سیاسی جماعتوں کے مساوی ہے۔ اگر آپ ہمارے ملک کے دور دراز علاقوں کا دورہ کریں اور کم پڑھے لکھے لوگوں سے بات کریں تو آپ کو ایسے لوگ مل سکتے ہیں جو ہمارے دستور کے بارے میں یا ہماری حکومت کی ماہیت کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتے ہوں لیکن اس کا امکان ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ ہماری سیاسی جماعتوں کے بارے میں جانتے ہوں گے۔ لیکن ہر طرف ریاستی جماعتوں کے نظر آنے کا مطلب مقبولیت نہیں ہے۔ زیادہ تر لوگ سیاسی جماعتوں پر تنقید کا رجحان رکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری سیاسی زندگی اور ہمارے جمہوری نظام میں جو کچھ بھی خامی اور کمی ہے سیاسی جماعتیں ہی ان سب کی ذمہ دار ہیں اور جماعتیں ہی ہماری سیاسی اور سماجی تقسیم کا موجب ہیں۔

اس لیے فطری طور پر یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ کیا ہم بہرصورت سیاسی جماعتوں کے محتاج ہیں؟ آج سے تقریباً سو سال پہلے دنیا میں چند ممالک ایسے تھے جو کوئی سیاسی جماعت رکھتے تھے۔ اس وقت چند ممالک ایسے ہیں جہاں سیاسی جماعتیں نہیں ہیں۔ کیوں سیاسی جماعتیں جمہوریت میں اتنی اہم ہو گئی ہیں کہ پوری دنیا میں ہر جگہ موجود ہیں، قبل اس کے ہم بتائیں کہ ہمیں اس کی کیوں ضرورت ہے،

(1)

(3)

(2) الیکشن کمیشن نے مدت انتخاب کے دوران جماعتوں کے ذریعہ دیواروں پر لکھنے پر سرکاری طور پر پابندی عائد کردی ہے۔ زیادہ ترسیاسی جماعتوں کا کہنا ھے کہ یہ ان کی مہم کا سب سے سستا طریقه تھا۔ دوران انتخاب دیواریں حریت کن تخلیقات اور نعروں سے بھر جاتی تھیں۔ یهاں تامل ناڈو کی چند مثالیں ملاحظه فرمائیں۔

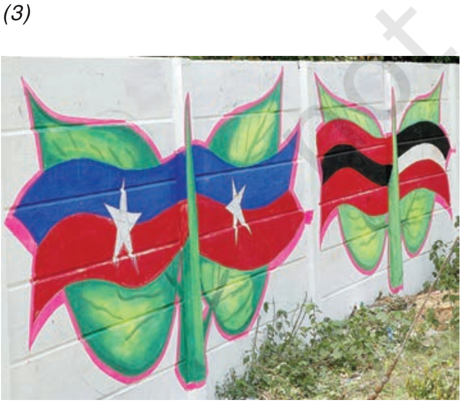

(4)

© (1) M Govarthan (2) A Muralidharan (3) M Moorthy (4) T Singaravelou, The Hindu

آیئے ہم پہلے اس کا جواب دیں کہ سیاسی جماعتیں کیا ہیں اور کیا کام کرتی ہیں؟

معنی

سیاسی جماعت لوگوں کا ایک ایسا گروپ ہوتا ہے جو انتخاب میں حصہ لینے اور حکومت واقتدار حاصل کرنے کے لیے مجتمع ہوتا ہے۔ یہ لوگ اجتماعی خیر کو فروغ دینے کے نقطۂ نظر سے سماج کی ایک مشترکہ پالیسی اور پروگرام پر متفق ہوتے ہیں چونکہ کیا چیز سب کے لیے بہتر ہے اسی میں مختلف نقطۂ نظر ہوسکتا ہے اس لیے جماعتیں لوگوں کو راغب کرتی اور یقین دلاتی ہیں کہ ان کی پالیسیاں دوسروں سے بہتر ہیں۔ یہ انتخاب میں بڑے پیمانے پر حمایت حاصل کر کے ان پالیسیوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

اس طرح جماعتیں سماج میں بنیادی سیاسی تقسیم کا عکس پیش کرتی ہیں۔ جماعتیں تقریباً سماج کا ایک حصہ ہوتی ہیں اور یوں وہ کٹر پن میں شریک ہوتی ہیں اس لیے ایک جماعت کی پہچان یہ ہے کہ کس حصہ سے اس کا تعلق ہے، کس پالیسی کی وہ حمایت کرتی ہے اور کس کے مفادات کی وہ ترجمان ہے۔ایک سیاسی جماعت کے تین اجزائے ترکیبی ہوتے ہیں:

- قائدین
- سرگرم اراکین
- حامیان

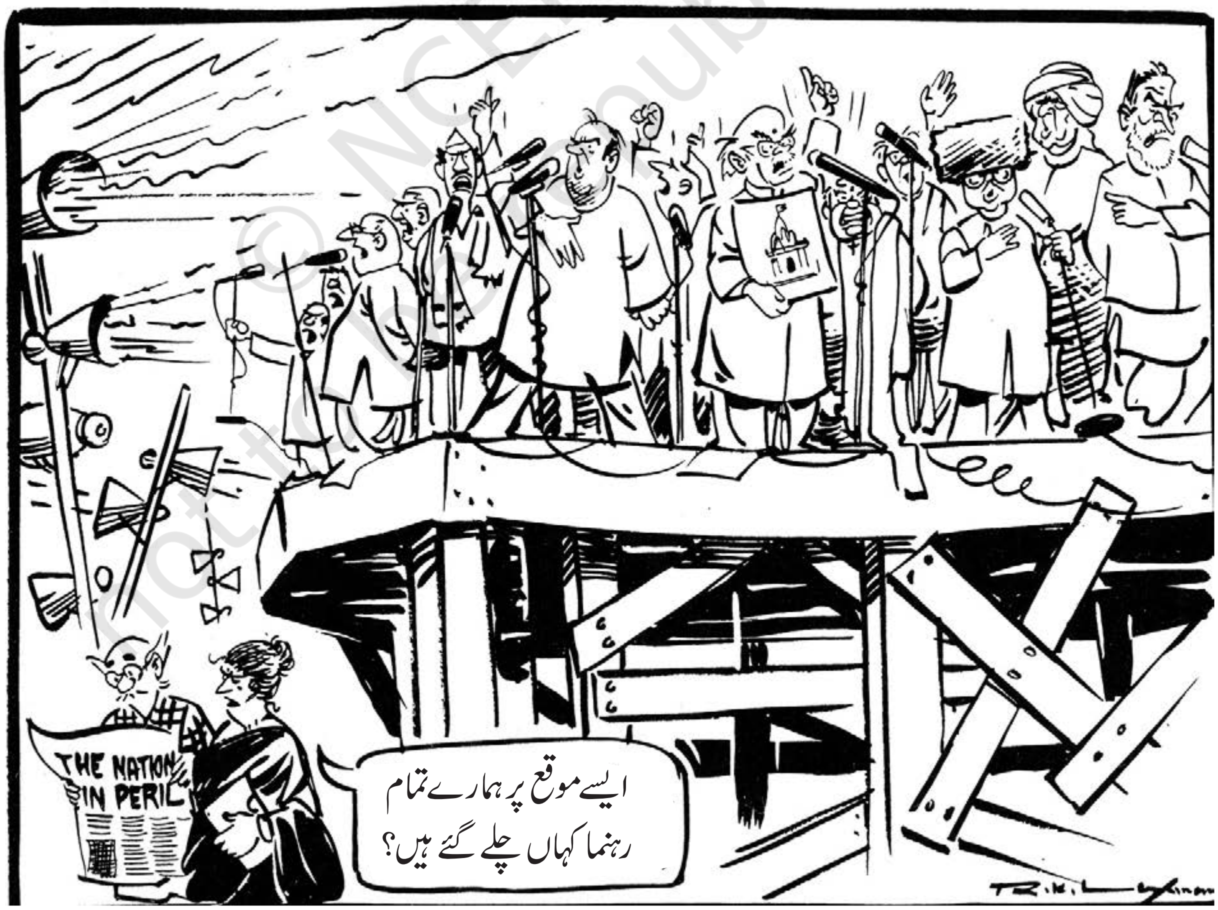

© RK Laxman - Brushing up the years

فرہنگ

کٹّر پن: وہ شخص جو سختی کے ساتھ پارٹی، گروپ یا ٹولی کے ساتھ جڑا رہے۔ کٹّر پن ایک ایسے رجحان کی علامت ہے جو ایک رخی ہے اور کسی زیرِ بحث موضوع پر کسی متوازن نقطۂ نظر رکھنے کی عدم صلاحیت سے پتہ چلتا ہے۔

فرائض

ایک سیاسی جماعت کیا کرتی ہے؟ بنیادی طور پر سیاسی جماعتیں سیاسی دفاتر کو بھرتی اور سیاسی اختیارات استعمال کرتی ہیں جماعتیں متعدد فرائض ادا کرکے ایسا کرتی ہیں۔

1 جماعتیں انتخابات میں حصہ لیتی ہیں۔ زیادہ تر جمہوریتوں میں انتخاب خاص طور پر سیاسی جماعتوں کے متعین کردہ نمائندوں کے مابین لڑے جاتے ہیں جماعتیں مختلف طریقوں سے اپنے نمائندے منتخب کرتی ہیں۔ کچھ ملکوں میں جیسے یو ایس اے حامیان جماعت اور ممبران اپنے نمائندے منتخب کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ ممالک اسی طریقہ کو اختیار کر رہے ہیں۔ دوسرے ممالک جیسے ہندوستان میں جماعت کے اعلیٰ رہنما انتخابات لڑنے کے لیے نمائندوں کو منتخب کرتے ہیں۔

2 جماعتیں مختلف پالیسیوں اور پروگراموں کو پیش کرتی ہیں اور رائے دہندگان ان میں سے منتخب کرتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کونسی پالیسی سماج کے لیے موزوں ہے اس پر مختلف خیالات اور نقطہ ہائے نظر رکھ سکتا ہے۔ لیکن کوئی حکومت اتنے متنوع نقطہ ہائے نظر کے مطابق کام نہیں کرسکتی۔ جمہوریت میں متعدد یکساں خیالات کو ایک ایسی ہدایت و رہنمائی کے لیے مجتمع کیا جاتا ہے جن کے ذریعہ حکومت کی پالیسیاں تشکیل پاتی ہیں۔ یہی وہ کام ہے جو جماعتیں انجام دیتی ہیں۔ ایک جماعت خیالات کی کثرت وسعت کو چند بنیادی حالات میں محدود کرکے اس کی حمایت کرتی ہے اور ایک حکومت سے یہی امید کی جاتی ہے کہ وہ برسرِ اقتدار جماعت کے کھینچے ہوئے خطوط پر اپنی پالیسیوں کی بنیاد رکھے گی۔

3 سیاسی جماعتیں کسی بھی ملک کی قانون سازی میں فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہیں۔ رسمی طور پر، قوانین پر بحث کی جاتی ہے اور مقنّنہ میں اسے پاس کیا جاتا ہے لیکن چونکہ زیادہ تر ممبران کا تعلق کسی نہ کسی جماعت سے ہوتا ہے اس لیے وہ اپنے ذاتی خیالات کے علی الرغم پارٹی قیادت کی ہدایت کے مطابق کام کرتے ہیں۔

4 جماعتیں حکومتیں تشکیل دیتی اور چلاتی ہیں جیسا کہ ہم نے گذشتہ سال اظہار خیال کیا تھا کہ بڑا سیاسی فیصلہ ایسی سیاسی انتظامیہ کے ذریعہ لیا جاتا ہے جو سیاسی جماعتوں سے بنتی ہے۔ جماعتیں رہنماؤں کی بھرتی کرتی اور انھیں تربیت دیتی ہیں اور پھر اس کے بعد انھیں اپنی خواہش کے مطابق حکومت چلانے کے لیے وزارتیں دیتی ہیں۔

5 وہ جماعتیں جو انتخابات ہار جاتی ہیں وہ حکمراں جماعت کے مقابلہ میں مختلف نقطۂ نظر پیش کرکے حزبِ اختلاف کا کردار ادا کرتی ہیں اور حکومت کی ناکامی یا غلط پالیسیوں پر تنقید کرتی ہیں۔ حزبِ مخالف جماعتیں حکومت مخالف لوگوں کو بھی اپنا ہم خیال بنانے اور آمادہ پیکار کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

6 جماعتیں رائے عامہ بناتی ہیں وہ زیرِ بحث مسئلہ کو اٹھاتی اور نمایاں کرکے پیش کرتی ہیں۔ جماعتوں کے لاکھوں ممبران اور سرگرم اراکین ہوتے ہیں جو ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ بہت سے فشاری گروہ سماج کے مختلف طبقات کے مابین سیاسی جماعتوں کی توسیع ہیں۔ جماعتیں کبھی کبھی لوگوں کے ذریعہ جھیلے جانے والے مسائل کے حل کے لیے تحریکیں شروع کرتی ہیں۔ اکثر جماعتیں جو خطوط متعین

© NCERT not to be republished

کرتی ہیں اس کے مطابق سماج میں خیالات تشکیل پاتے ہیں۔

7 جماعتیں حکومتی مشینری تک پہنچنے اور حکومتوں کے ذریعہ عمل درآمد کی جانے والی فلاحی اسکیموں سے فائدہ اٹھانے کی راہ ہموار کرتی ہیں۔ ایک عام شہری کے لیے حکومتی اہلکار کے مقابلے ایک مقامی جماعت کے رہنما سے رابطہ قائم کرنا آسان ہے۔ اس لیے وہ جماعتوں سے قریبی تعلق رکھتے ہیں حالانکہ وہ ان پر پوری طرح اعتماد بھی نہیں کرتے۔ جماعتیں لوگوں کی ضرورتوں اور مطالبوں کی ذمہ دار ہوتی ہیں ورنہ لوگ آئندہ انتخاب میں ان جماعتوں کو مسترد کر سکتے ہیں۔

ضرورت

فرائض کی یہ فہرست ایک معنی میں اوپر پوچھے گئے سوال کا جواب دے رہی ہے۔ ہمیں سیاسی جماعتوں کی ضرورت ہے کیوں کہ وہ ان تمام فرائض کو ادا کرتی ہیں لیکن اب بھی ہمیں یہ پوچھنے کی ضرورت ہے کہ سیاسی جماعتوں کے بغیر کیوں جدید جمہوریتیں باقی نہیں رہ سکتیں ہم بغیر جماعتوں کے حالات کا تصور کر کے سیاسی جماعتوں کی ضرورت کو سمجھ سکتے ہیں انتخاب میں ہر نمائندہ آزاد ہوگا۔ اس لیے کوئی ایک فرد بھی اس پوزیشن میں نہیں ہوگا کہ وہ کسی بڑی تبدیلی کی بابت لوگوں سے کوئی وعدہ کر سکے حکومت تو بنائی جاسکتی ہے لیکن اس کی افادیت مستقل غیر یقینی بنی رہے گی۔ منتخب نمائندے اپنے حلقہ کے گاؤں میں جو کچھ کریں گے وہ اس کے ذمہ دار ہوں گے لیکن ملک کیسے چلتا ہے اس کا کوئی ذمہ دار نہیں ہوگا۔

ہم بہت سی ریاستوں میں پنچائت کا غیر جماعتی بنیاد پر انتخاب دیکھ کر بھی اسے سوچ اور سمجھ سکتے ہیں۔ گو کہ جماعتیں رسمی طور پر انتخاب میں حصہ نہیں لیتیں تاہم یہ عام طور پر کیا جاتا ہے کہ گاؤں ایک سے زیادہ ٹولیوں میں بٹ جاتا ہے اور ہر ایک اپنے نمائندوں کی ایک فہرست رکھتا ہے۔ یہ بالکل ٹھیک وہی چیز ہے جو جماعت کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہم سیاسی جماعتوں کو دنیا کے تمام ملکوں میں پاتے ہیں خواہ یہ ممالک بڑے ہوں یا چھوٹے، پرانے ہوں یا نئے، اور ترقی یافتہ ہوں یا ترقی پذیر۔

سیاسی جماعتوں کے فروغ کا تعلق براہ راست نمائندہ جمہوریتوں کے ظہور سے جڑا ہوا ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں، وسیع و عریض سماجوں کے لیے نمائندہ جمہوریت کی ضرورت ہے۔ معاشرے بڑے اور پیچیدہ ہو گئے ہیں اس لیے انھیں کچھ ایسی ایجنسیوں کی بھی ضرورت ہے جو مختلف زیر بحث مسائل میں مختلف نقطۂ نظر کو جمع کر کے حکومت کے سامنے پیش کرے۔ انھیں ایسی راہوں کی بھی تلاش تھی جس کے ذریعہ مختلف نمائندوں کو جمع کر کے ایک جواب وہ حکومت تشکیل دی جاسکے۔ انھیں حکومت کی حمایت جس کے ذریعہ وہ حکومت کرنے یا اسے کنٹرول کرنے، پالیسیاں بنانے اور اسے صحیح ثابت کرنے یا اس کی مخالفت کرنے کے ایک طریقۂ کار کی ضرورت تھی سیاسی جماعتیں ان تمام ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں جس کی ایک نمائندہ حکومت سے توقع کی جاسکتی ہے۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جماعتیں جمہوریت کے لیے ایک لازمی شرط ہیں۔

فرہنگ

حکمراں جماعت: ایسی سیاسی جماعت جو حکومت کرتی ہے یا جسے اقتدار حاصل ہو۔

2018-19
© NCERT not to be republished

دوبارہ غور کریں سیاسی جماعتوں کے فرائض کے حوالے سے ان تصاویر کے ذریعہ جو کچھ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اس کی زمرہ بندی کیجیے۔ اپنے علاقہ سے مذکورہ بالا فہرست بند فرائض میں سے ہر ایک کی ایک تصویر یا نیا تراشہ حاصل کرنے کی کوشش کیجیے۔

© (1) C V Subrahmanyan (2) K Gopinathan (3) A Chakrabarty, The Hindu

1۔ وشاکھا پٹنم میں رسوئی گیس اور پیاز کی قیمتیں بڑھنے کے خلاف بی جے پی مہیلا مورچہ کے سرگرم کارکن مظاہرہ کرتے ہوئے۔

2۔ ایک وزیر متاثرہ خاندانوں کو ان کے گھروں پر ایک لاکھ روپے کا چیک بانٹتے ہوئے۔

3۔ سی پی آئی (ایم)، سی پی آئی، او جی پی اور جے ڈی (ایس) نے بھونیشور میں کورین اسٹیل کمپنی پی او ایس سی او کے خلاف مظاہرہ کرنے کے لیے ایک ریلی نکالی تاکہ احتجاج کرے کہ کیوں صوبائی حکومت نے اڑیسا سے خام لوہا چین اور کوریا کے اسٹیل پلانٹ کو برآمد کرنے کی اجازت دی

ہمیں کتنی جماعتیں رکھنا چاہیے

جمہوریت میں شہریوں کا کوئی بھی گروہ سیاسی جماعت تشکیل دینے کے لیے آزاد ہے۔ ان رسمی معنوں میں ہر ملک میں بڑی تعداد میں سیاسی جماعتیں موجود ہیں۔ ہندوستان میں 750 سے زیادہ جماعتیں الیکشن کمیشن کے ذریعہ رجسٹرڈ کی گئی ہیں۔ لیکن یہ تمام جماعتیں انتخابات میں سنجیدگی سے حصہ لینے والی نہیں ہیں۔ بالعموم محض چند جماعتیں موثر طور پر انتخاب جیتنے اور حکومت بنانے کی دوڑ میں شریک رہتی ہیں۔ اس لیے سوال یہ ہے کہ کتنی بڑی یا موثر جماعتیں ایک جمہوریت کے لیے بہتر ہیں؟

کچھ ملکوں میں محض ایک جماعت کو کنٹرول اور حکومت کرنے کی اجازت ہے۔ اسے ایک جماعتی نظام کہتے ہیں۔ نویں جماعت میں، ہم نے پڑھا تھا کہ چین میں محض کمیونسٹ پارٹی کو حکومت کرنے کا حق حاصل ہے۔ گوکہ کہنے کے لیے لوگ سیاسی جماعتیں بنانے کے لیے آزاد ہیں لیکن ایسا ہوتا نہیں کیوں کہ انتخابات نظام اقتدار کے حصول کے لیے

© NCERT not to be republished

سیاست میں اخلاقی طاقت؟

نیچے پیش کیے گئے خیالی قصے کا سرچشمۂ تحریک شری کشن پٹنائک (1930-2004) ہیں، جنھیں کشن جی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔1962 میں انھیں اڈیشہ کے سنبل پور سے ممبر آف پارلیمنٹ منتخب کیا گیا تھا۔ کشن جی کی متبادل سیاسی تشکیل سے کیا مراد ہے؟ یہ سوال سدھا، کرونا، شاہین اور گریسی کے مابین بات چیت کے دوران آیا۔ یہ چاروں خواتین ملک کے مختلف حصوں میں نہایت طاقتور عوامی تحریکوں کی رہنما تھیں۔ وہ عوامی تحریکوں کے نئے مستقبل پر غور وفکر کرنے کے لیے، اپنی روزانہ کی جدوجہد سے پرے اڑیسہ کے ایک گاؤں میں میٹنگ کررہی تھیں۔

بات چیت فطری طور پر کشن جی کی طرف مڑگئی جن کی ایک دوست، سیاسی فلسفی اور ملک میں تمام تحریکی گروپوں کے اخلاقی رہنما کی حیثیت سے بڑی قدر کی جاتی تھی۔ انھوں نے کہا کہ عوامی تحریک کو کھلے طور پر سیاست کو گلے لگانا چاہیے۔ ان کی بات سادہ لیکن وزن دار تھی۔ ایک زیر بحث مسئلہ پر تحریکوں کا پورا زور صرف کرنا یہ اسی وقت تک کے لیے موزوں ہے جب ہم زندگی کے ایک مخصوص شعبہ میں محدود تبدیلی لانے کے لیے خواہش مند ہوں لیکن اگر ہم کوئی بنیادی سماجی تبدیلی لانے کے آرزومند ہیں یا زندگی کے کسی شعبہ میں بھی بنیادی تبدیلی لانا چاہتے ہیں تو ہمیں سیاسی تنظیم درکار ہوگی۔ عوامی تحریک کو لازماً سیاست میں ایک اخلاقی قوت کی حیثیت سے کام کرنے کے لیے ایک نئی سیاسی تشکیل عمل میں لانی ہوگی۔ انھوں نے کہا کہ یہ ایک فوری ضرورت کا حامل کام ہے۔ کیوں کہ تمام موجود سیاسی جماعتیں سماجی تبدیلی کے لیے ناموزوں اور غیر متعلق ہیں۔

’’لیکن کشن جی نے یہ واضح نہیں کیا کہ وہ تنظیم کیا ہوگی۔ انھوں نے ایک متبادل سیاسی تشکیل یا سیاست میں تیسری طاقت کی بات کہی۔ لیکن کیا ان کی مراد کسی سیاسی جماعت سے ہے؟‘‘ گریسی نے کہا۔ اس نے محسوس کیا کہ ایک قدیم سیاسی جماعت جیسا انداز سماجی تبدیلی کا موزوں آلہ نہیں ہے۔

سدھا نے اس سے اتفاق کیا اور کہا ’’میں نے اس پر متعدد بار غور وفکر کیا ہے۔ میں اس سے متفق ہوں کہ وہ تمام جدوجہد جس میں ہم مصروف ہیں۔ بے دخلی کے خلاف، عالمگیریت کے خلاف، ذات پات اور جنس کے نام پر ظلم کے خلاف، جنگ اور متبادل قسم کی ترقی کے لیے۔ یہ تمام سرگرمیاں سیاسی ہیں۔ لیکن جس لمحہ ہم جماعت سازی کریں گے ان سالوں میں ہم نے جو بھی اپنی ساکھ بنائی ہے وہ سب فوراً ختم ہوجائے گی۔ لوگ ہمارے بارے میں بھی وہی سوچیں گے جو دوسرے سیاستدانوں کے بارے میں سوچتے ہیں۔‘‘

اس کے علاوہ کرونا نے اضافہ کرتے ہوئے کہا ’’ہم نے دیکھا ہے کہ موجودہ سیاسی جماعتوں پر دباؤ ڈال کر بہت کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے پنچایت انتخابات میں ہم نے نمائندوں کو کھڑا کیا لیکن نتائج بہت حوصلہ افزا نہیں ہیں۔ لوگ ہمارے کاموں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ ہمیں پوجتے ہیں۔ لیکن جب وہ ووٹ دینے آتے ہیں تو وہ مضبوط سیاسی جماعتوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔‘‘

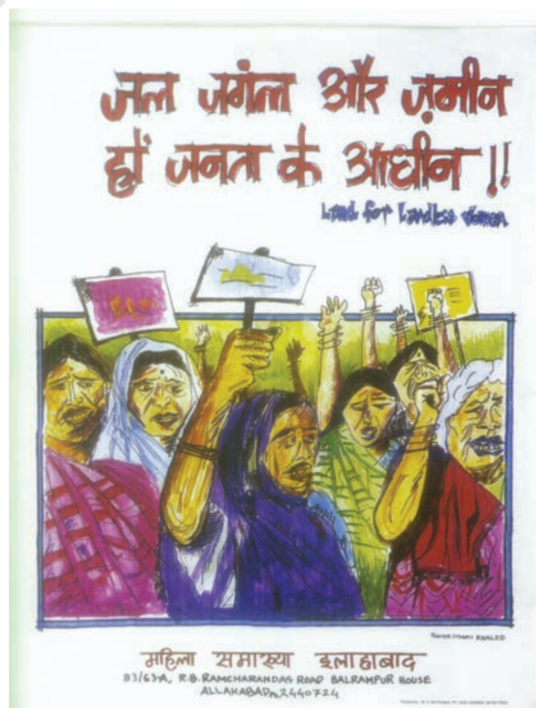

© Zuban

شاہین ان سے متفق نہیں تھی: ’’ہمارے تصورات بالکل واضح ہونے چاہیے۔ کشن جی تمام عوامی تحریکوں کو ایک نئی سیاسی جماعت بنانا چاہتے تھے۔ یقیناً وہ چاہتے تھے کہ یہ جماعت مختلف قسم کی ایک جماعت ہو۔ وہ سیاسی متبادل کے حق میں نہیں تھے بلکہ ایک متبادل قسم کی جماعت کے حق میں تھے۔‘‘

کشن جی اب نہیں رہے۔ ان چار سرگرم کارکنان کے لیے تمہاری کیا رہنمائی ہوگی؟ کیا وہ ایک نئی سیاسی جماعت تشکیل دیں؟ کیا کوئی سیاسی جماعت سیاست میں کوئی اخلاقی قوت بن سکتی ہے؟ وہ کس طرح کی جماعت ہونی چاہیے؟

© NCERT not to be republished

آزادانہ مسابقت کی اجازت نہیں دیتا ہم ایک جماعتی نظام کو انتخاب نہیں سمجھتے کیوں کہ یہ جمہوری پسند نہیں ہے۔ کسی بھی جمہوری نظام میں کم از کم دو جماعتوں کو انتخاب میں حصہ لینے کی لازماً اجازت دینا اور مقابلہ میں فتح یاب جماعت کو اقتدار میں آنے کا شفاف موقع فراہم کرنا چاہیے۔

کچھ ملکوں میں اقتدار عام طور پر دو بڑی جماعتوں کے مابین ادلتا بدلتا رہتا ہے۔ متعدد دوسری جماعتیں بھی ہوتی ہیں اور انتخاب میں حصہ لے کر قومی مقنّنہ کی چند نشستیں بھی حاصل کرتی ہیں۔ لیکن محض دو جماعتوں کو حکومت سازی کے لیے زیادہ تر نشستیں جیتنے کا سنجیدہ موقع ملتا ہے۔ اس طرح کے جماعتی نظام کو دو جماعتی نظام کہتے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ دو جماعتی نظام کی مثالیں ہیں۔

اگر متعدد جماعتیں حصول اقتدار کے لیے کوشاں ہوں اور دو جماعتوں سے زیادہ کو اقتدار میں آنے کے خواہ اپنے بل پر یا دوسری جماعتوں کے اتحاد کے ذریعہ مواقع حاصل ہوں تو اسے ہم کثیر جماعتی نظام کہتے ہیں۔ لہٰذا ہندوستان میں ہم کثیر جماعتی نظام رکھتے ہیں۔ اس نظام میں مختلف جماعتوں کے اتحاد کے ذریعہ حکومت تشکیل پاتی ہے۔ جب ایک کثیر جماعتی نظام میں متعدد جماعتیں انتخاب لڑنے اور اقتدار حاصل کرنے کے لیے ہاتھ ملاتی ہیں تو اسے ایک اتحاد یا محاذ کہتے ہیں۔ مثلاً ہندوستان میں 2004 کے پارلیمانی انتخابات میں اس طرح کے تین بڑے اتحاد وجود میں آئے تھے۔ قومی جمہوری اتحاد، متحدہ ترقی پسند اتحاد اور بایاں محاذ۔ کثیر جماعتی نظام اکثر پیچیدگی اور سیاسی عدم استحکام کا موجب ہوتا ہے۔ بایں ہمہ یہ نظام سیاسی نمائندگی سے فیض یاب ہونے کے لیے متنوع خیالات ومفادات کی اجازت دیتا ہے اور موقع فراہم کرتا ہے۔

تو ان میں سے کون بہتر ہے؟ شاید اس عام سوال کا سب سے اچھا جواب یہ ہے کہ یہ کوئی بہت اچھا سوال نہیں ہے۔ جماعتی نظام کسی ملک کی کوئی ایسی چیز نہیں کہ جو منتخب کی جاسکے۔ یہ ایک طویل مدت میں سماج کی فطرت وہیئت اس کی سماجی اور علاقائی تقسیم، اس کی سیاست کی تاریخ اور انتخابات کے نظام پر انحصار کرتے ہوئے نشوونما پاتا ہے۔ یہ سب کچھ پلک جھپکتے تبدیل نہیں ہوسکتا۔ ہر ملک ایک ایسے جماعتی نظام کو پروان چڑھاتا ہے جو اس کے خصوصی احوال کے عین مطابق ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ہندوستان نے کثیر جماعتی نظام کو پروان چڑھایا ہے تو ایسا اس وجہ سے ہے کہ اس طرح کے ایک بڑے ملک میں سماجی اور جغرافیائی تنوع دو یا تین جماعتوں میں جذب ہونا آسان نہیں ہے۔ کوئی نظام تمام

میں اتنی زیادہ جماعتوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ تو ایک گورکھ دھندے کی طرح ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ کیسے سیاست داں اس اتحاد کو سنبھالتے ہیں۔ میں تو ان تمام جماعتوں کے نام بھی نہیں یاد کرسکتا۔

دوبارہ غور کریں

آیئے ہم نے جو کچھ جماعتی نظام کی بابت پڑھا ہے اسے ہندوستان کے مختلف صوبوں پر منطبق کریں۔ یہاں تین قسم کے بڑے جماعتی نظام صوبائی سطح پر موجود ہیں۔ کیا آپ کم از کم دو صوبوں کے نام بتا سکتے ہیں؟

- دو جماعتی نظام
- کثیر جماعتی نظام مع دو اتحاد
- کثیر جماعتی نظام

2018-19

سیاسی جماعتوں میں عوامی شرکت

یہ اکثر کہا جاتا ہے کہ سیاسی جماعتیں بحران کا شکار ہیں کیونکہ وہ لوگوں میں بہت زیادہ نامقبول ہیں اور شہری سیاسی جماعتوں کو پسند نہیں کرتے۔ موجود شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خیال ہندوستان میں جزوی طور پر درست ہے۔ متعدد عشروں پر مشتمل کرائے گئے بڑے پیمانہ پر نمونہ جائزے کی بنیاد پر شواہد بتاتے ہیں کہ:

- جنوبی ایشیا میں سیاسی جماعتوں پر بہت زیادہ اعتماد نہیں ہے۔ ان لوگوں کا تناسب جو یہ کہتے ہیں کہ میں سیاسی جماعتوں پر بہت کم اعتماد کرتا ہوں یا بالکل نہیں کرتا ان سے زیادہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میں کچھ رکھتا ہوں یا بہت زیادہ رکھتا ہوں۔
- بالکل یہی بات دوسری جمہوریتوں میں بھی درست ہے۔ سیاسی جماعتیں پوری دنیا میں ان اداروں میں سے ایک ہیں جن پر بہت کم اعتماد کیا جاتا ہے۔
- تاہم سیاسی جماعتوں کی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی سطح واضح طور پر بہت اونچی تھی۔ یہ کہنے والوں کا تناسب کہ وہ مختلف جماعتوں کے ممبر ہیں ہندوستان میں ان بہت سے ترقی یافتہ ممالک جیسے کینڈا، اسپین اور جنوبی کوریا وغیرہ کے مقابلہ میں بہت اونچا ہے۔
- آخری تین دہائیوں کے اوپر ان لوگوں کا تناسب جو ہندوستان میں سیاسی جماعتوں کے ممبر ہونے کی تصدیق کرتے ہیں مضبوطی کے ساتھ اوپر گیا ہے۔
- ایسے لوگوں کا تناسب جو کہتے ہیں کہ وہ سیاسی جماعتوں سے بڑی قربت محسوس کرتے ہیں اس مدت میں ہندوستان میں اوپر گیا ہے

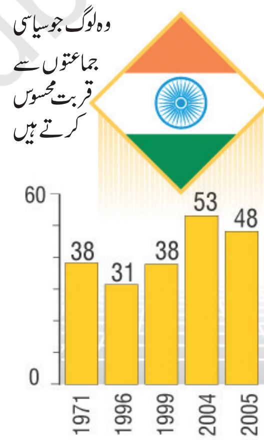

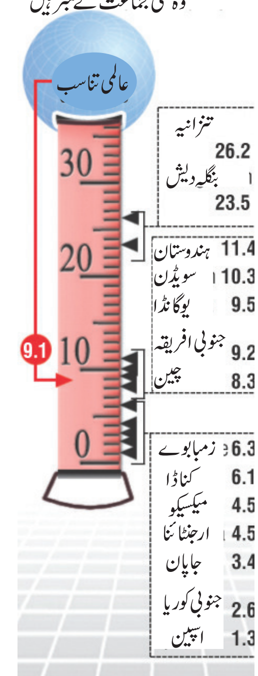

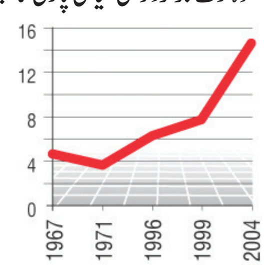

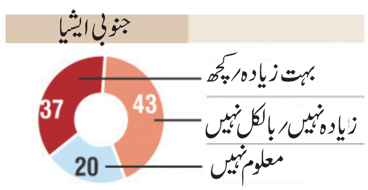

ماخذ: ایس ڈی ایس اے ٹیم، اسٹیٹ آف ڈیموکریسی ان ساؤتھ ایشیا، دہلی، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2007

© NCERT not to be republished

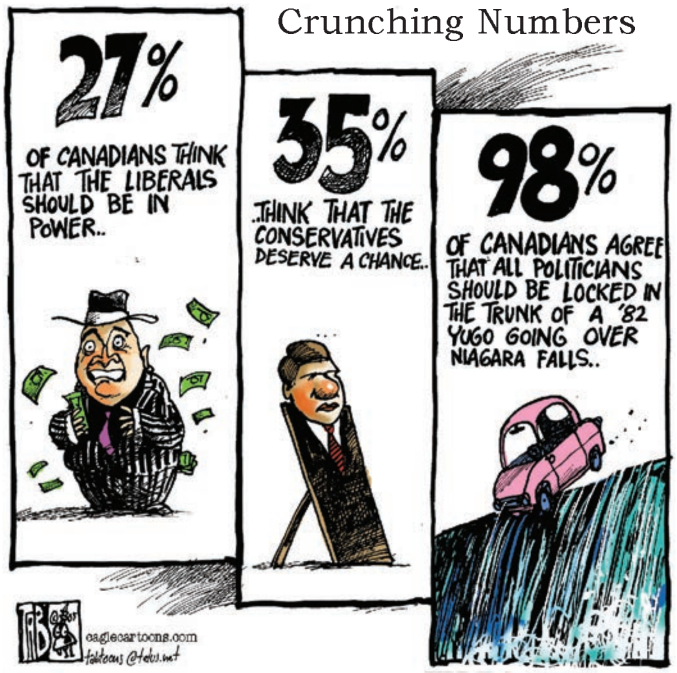

گزشتہ صفحہ میں جو اعداد و شمار گراف کے ذریعے دکھائے گئے ہیں کیا مزاحیہ خاکہ نگار ان معلومات کو نقاشی میں دکھارہا ہے؟

قومی جماعتیں

ممالک اور تمام حالات کے لیے معیاری نہیں ہے۔

ایسی تمام جمہوریتیں جو وفاقی نظام پر عمل پیرا ہیں وہ پوری دنیا میں دو قسم کی سیاسی جماعتیں رکھتی ہیں: ایسی جماعتیں جو محض کسی ایک وفاقی شاخ میں پائی جاتی ہیں اور ایسی جماعتیں جو متعدد یا تمام وفاقی شاخوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہی صورت حال ہندوستان میں بھی ہے۔ کچھ ملک گیر جماعتیں ہوتی ہیں جنھیں قومی جماعتیں کہا جاتا ہے۔ یہ جماعتیں مختلف صوبوں میں اپنی شاخیں رکھتی ہیں لیکن زیادہ تر یہ شاخیں انھیں پالیسیوں اور پروگراموں پر عمل پیرا ہوتی ہیں جو قومی سطح پر طے پاتا ہے۔

ملک کی ہر جماعت کا انتخابی کمیشن میں رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے۔ یہ کمیشن تمام جماعتوں کے ساتھ یکساں سلوک کرتا ہے۔ یہ بڑی اور مستحکم جماعتوں کو سہولیات دیتا ہے۔ ان جماعتوں کو ایک منفرد نشان دیا جاتا ہے۔ اس جماعت کے باضابطہ نمائندے ہی اس انتخابی نشان کا استعمال کرسکتے ہیں۔ جن جماعتوں کو یہ مراعات استحقاق اور کچھ دوسری خصوصی سہولیات مل جاتی ہیں انتخابی کمیشن کے ذریعہ انھیں اس مقصد کے لیے رجسٹرڈ کرلیا جاتا ہے۔ اسی لیے ان جماعتوں کو منظورشدہ سیاسی جماعتیں کہا جاتا ہے۔ انتخابی کمیشن پارٹیوں کی منظوری کے لیے ووٹوں اور نشستوں کا ایک معیار متعین کرتا ہے۔ جو جماعت صوبائی اسمبلی کی مجلس قانون ساز کے انتخاب میں مجموعی ووٹوں کا 6 فیصد ووٹ حاصل کرے اور کم ازکم دو نشستیں حاصل کرے تو وہ صوبائی جماعت کی حیثیت سے منظور کرلی جائے گی۔ جو جماعت لوک سبھا یا چار صوبوں کے اسمبلی انتخابات میں مجموعی

© NCERT not to be republished

ووٹوں کا 6 فیصد ووٹ حاصل کرے اور لوک سبھا کی کم از کم چار نشستیں حاصل کرے تو وہ قومی جماعت کی حیثیت سے منظور کرلی جائے گی۔

اس درجہ بندی کے مطابق 2017 میں ملک میں سات منظور شدہ قومی جماعتیں تھیں آیئے ان جماعتوں میں سے ہر ایک کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کریں۔

آل انڈیا ترنمول کانگریس (اے آئی ٹی سی): ممتا بنرجی کی قیادت میں یکم جنوری 1998 کو اس پارٹی کی تشکیل ہوئی۔2016 میں اسے قومی پارٹی کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ ''پھول اور گھاس'' پارٹی کا نشان ہے۔ یہ پارٹی سیکولرزم اور وفاقیت کے نظریے کی پابند ہے۔ موجودہ وقت میں یہ پارٹی مغربی بنگال میں اقتدار میں ہے اور اروناچل پردیش، منی پور اور تریپورہ میں اپنی موجودگی درج کرا چکی ہے۔2014 کے عام انتخابات میں اسے 3.84 فی صد ووٹ حاصل ہوئے اور 34 سیٹیں جیت کر لوک سبھا میں چوتھی بڑی پارٹی بن گئی۔

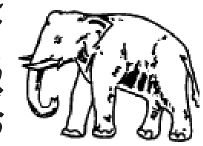

بہوجن سماج پارٹی (بی ایس پی): 1984 میں کانشی رام کی قیادت میں اس کی تشکیل عمل میں آئی۔ یہ پارٹی دلتوں، آدی باسیوں، دیگر پسماندہ ذاتوں اور مذہبی اقلیتوں پر مشتمل بہوجن سماج کی نمائندگی اور اقتدار کے لیے کوشش کرتی ہے۔ ساہو مہاراج، مہاتما پھولے، پیریار راما سوامی نائیکر اور بابا صاحب امبیڈکر کے خیالات اور تعلیمات سے اکتساب فیض کرتی ہے۔ دلت اور مظلوم لوگوں کی فلاح و بہبود اور مفادات کے تحفظ کے لیے ٹھوس موقف اختیار کرتی ہے۔ اس کا اصل وجود صوبہ اتر پردیش میں ہے اور جزوی طور پر پڑوسی ریاستیں جیسے مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ، اتراکھنڈ، دہلی اور پنجاب میں بھی موجود ہے۔ مختلف وقتوں میں مختلف جماعتوں کی حمایت سے اتر پردیش میں کئی بار حکومت کی تشکیل کر چکی ہے۔ 2014 کے لوک سبھا کے انتخاب میں 4 فی صد ووٹ حاصل کیے لیکن لوک سبھا میں کوئی نشست حاصل نہیں کی۔

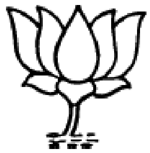

بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی): 1980 میں اس کی تاسیس عمل میں آئی۔ یہ بھارتیہ جن سنگھ کا نیا ایڈیشن ہے۔ ہندوستان کی قدیم ثقافت واقدار کی بنیاد پر ایک نئے اور مستحکم ہندوستان کی تعمیر کرنا چاہتی ہے۔ ثقافتی قوم پرستی (ہندتوا) اس کے ہندوستانی قوم پرستی اور سیاست کے تصور میں ایک اہم عنصر ہے۔ ہندوستان میں جموں اور کشمیر کا مکمل علاقائی اور سیاسی انضمام، بغیر کسی مذہبی تفریق کے تمام ہندوستانیوں کے لیے یکساں سول کوڈ اور تبدیلی مذہب پر پابندی عائد کرنا چاہتی ہے۔1990 میں جزوی طور پر اس کی حمایت میں اضافہ ہوا۔ پہلے شمالی اور مغربی اور شہری علاقوں میں سمٹ کر رہ گئی تھی، لیکن اب پارٹی نے جنوب ،مشرق، شمال مشرق اور دیہی علاقوں میں اپنی حمایت میں اضافہ کیا ہے۔1998 میں متعدد علاقائی جماعتوں کے ساتھ مل کر قومی جمہوری اتحاد کے لیڈر کی حیثیت سے اقتدار میں آئی۔2014 کے عام انتخابات میں 282 سیٹیں جیت کر سب سے بڑی پارٹی بنی۔ موجودہ مرکز کی حکومت میں این ڈی اے اقتدار پر قابض ہے۔

کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (سی پی آئی): 1925 میں تشکیل عمل میں آئی۔ مارکس لینن، سیکولر اور جمہوری نظریات کی حامل ہے۔ فرقہ پرست اور طبقات پرست طاقتوں کی مخالف ہے۔ غریبوں، کسانوں اور ملازمت پیشہ طبقوں کے مفادات کو فروغ دینے کے ذرائع کے طور پر پارلیمانی

© NCERT not to be republished

جمہوریت کوتسلیم کرتی ہے۔ 1964 میں پارٹی کی شکست وریخت کے بعد کمزور ہوگئی جس کے نتیجہ میں سی پی آئی ایم کی تشکیل عمل میں آئی۔ کیرالہ، مغربی بنگال، پنجاب، آندھرا پردیش اور تمل ناڈو کے صوبوں میں نمایاں حیثیت میں موجود ہے۔ برسوں سے دھیرے دھیرے اس کی حمایت میں کمی آ گئی ہے۔ اس نے 2014 کے لوک سبھا انتخاب میں 1 نشست اور 1 فیصد ووٹ حاصل کیے۔ تمام بائیں بازو کی پارٹیوں کو ملا کر ایک طاقتور بایاں محاذ قائم کرنے کی وکالت کرتی ہے۔

کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا۔ مارکسٹ (سی پی آئی ایم): 1964 میں تشکیل عمل میں آئی۔ مارکس اورلینن کے نظریات کی حامل ہے۔ اشتراکیت، سیکولرزم اور جمہوریت کی حمایت کرتی اور استعماریت اورفرقہ پرستی کی مخالفت کرتی ہے۔ ہندوستان میں سماجی معاشی انصاف کے مقاصد کے تحفظ کے لیے جمہوری انتخابات کوایک مفید ومعاون ذریعہ کے طور پر تسلیم کرتی ہے اسے بالخصوص غریبوں، کارخانہ ملازموں، کسانوں، زرعی مزدوروں اور دانشوروں کے مابین مغربی بنگال، کیرالہ اور تری پورہ میں بڑے پیمانہ پر حمایت حاصل ہے۔ اس نئی معاشی پالیسی کی ناقد ہے جو بیرونی اشیاوسرمایہ کے آزادانہ پھیلاؤ کی اجازت دیتی ہے۔ 34 سال تک بغیر کسی وقفے کے مغربی بنگال میں حکومت کی۔ 2014 کے لوک سبھا انتخابات میں اس نے 3 فیصد ووٹ حاصل کیے اور 9 نشستیں حاصل کیں۔

انڈین نیشنل کانگریس (آئی این سی): یہ عوامی طور پر کانگریس پارٹی کے نام سے جانی جاتی ہے۔ دنیا کی قدیم ترین پارٹیوں میں سے ایک ہے۔ 1885 میں اس کی تاسیس عمل میں آئی اور کئی بار شکست وریخت سے دوچار ہوئی۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد کئی دہائیوں تک صوبائی اور قومی سطح پر ہندوستانی سیاست میں سب سے اہم اور نمایاں رول ادا کیا۔ جواہر لال نہرو کی قیادت میں پارٹی نے ہندوستان میں ایک جدید سیکولر قومی جمہوریہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ 1977 تک مرکز میں حکمراں جماعت کی حیثیت سے کام کیا اور پھر اس کے بعد 1980 سے 1989 تک۔ 1989 کے بعد اس کی حمایت میں زوال آ گیا پھر بھی اس کا وجود پورے ملک میں باقی رہا البتہ کچھ سماجی گروپوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ایک مرکز نواز پارٹی (نہ دائیں بازو والی نہ بائیں بازو والی) ہے اور اپنی نظریاتی سوچ کے مطابق سیکولرزم اور اقلیتوں اور کمزور طبقوں کی فلاح وبہبود کی حمایت کرتی ہے۔ انسانی مفادات کو سامنے رکھ کر نئی معاشی اصلاحات کی حمایت کرتی ہے۔ 2004 سے 2014 تک مرکز میں حکمراں متحدہ ترقی پسند اتحاد کی قیادت کر چکی ہے۔ 2014 کے انتخابات میں شکست کے بعد لوک سبھا میں بنیادی حزب اختلاف کی پارٹی ہے۔

نیشنلسٹ کانگریس پارٹی (این سی پی): 1999 میں کانگریس میں پھوٹ کے نتیجہ میں تشکیل عمل میں آئی۔ جمہوریت، گاندھیائی سیکولرزم، اور وفاقیت کی حمایت کرتی ہے۔ حکومت کے اعلیٰ مناصب ملک میں فطری طور پر پیدا شہریوں کے لیے مخصوص کیے جانے کا مطالبہ کرتی ہے۔ مہاراشٹر میں ایک بڑی پارٹی اور میگھالیہ، منی پور اور آسام میں نمایاں حیثیت میں موجود ہے۔

© NCERT not to be republished

علاقائی جماعتیں

ان سات جماعتوں کے علاوہ ملک کی زیادہ تر بڑی جماعتوں کی انتخابی کمیشن نے صوبائی جماعتوں کی حیثیت سے درجہ بندی کی ہے۔ ان جماعتوں کا عام طور پر علاقائی جماعت کی حیثیت سے ذکر کیا جاتا ہے۔ تاہم ان جماعتوں کو اپنے اظہار اور نظریات میں علاقائی نہیں ہونا چاہیے۔ ان میں بعض جماعتیں کل ہند جماعتیں ہیں لیکن بدقسمتی سے چند صوبوں ہی میں کامیابی حاصل کرسکی ہیں۔ سماج وادی پارٹی، سمتا پارٹی، اور راشٹریہ جنتادل جیسی جماعتیں قومی سطح کی سیاسی تنظیم رکھتی ہیں جن کی شاخیں متعدد صوبوں میں موجود ہیں۔ ان جماعتوں میں سے بعض جیسے بیجو جنتادل، سکم ڈیموکریٹک فرنٹ اور میزو نیشنل فرنٹ اپنی صوبائی شناخت کی بابت آگاہ ہیں۔

آخری تین دہائیوں سے پہلے سے ان جماعتوں کی تعداد اور استحکام میں اضافہ ہوا ہے۔ اس نے ہندوستان کی پارلیمنٹ کو سیاسی طور پر زیادہ سے زیادہ متنوع بنا دیا ہے۔ کوئی ایک قومی جماعت بھی اس لائق نہیں کہ وہ لوک سبھا میں اپنی اکثریت محفوظ رکھ سکے۔ نتیجہ کے طور پر قومی جماعتیں صوبائی جماعتوں کے ساتھ مل کر اتحاد تشکیل دینے کے لیے مجبور ہوئیں۔ 1994 سے تقریباً ہر ایک صوبائی جماعت کو قومی سطح کی کسی نہ کسی اتحادی حکومت کا حصہ بننے کا موقع ملا ہے۔ اس نے ہمارے ملک میں جمہوریت اور وفاقی نظام کو مستحکم کرنے میں مدد دی ہے۔ (ان جماعتوں کی تفصیل کے لیے اگلے صفحہ پر نقشہ ملاحظہ فرمائیں)

سیاسی جماعتوں کو درپیش چیلنجز

ہم نے دیکھ لیا کہ سیاسی جماعتیں جمہوری نظام کے چلنے کے لیے کتنی اہم ہیں۔ چونکہ جماعتیں جمہوریت کا سب سے نمایاں چہرہ ہیں، اس لیے جہاں کہیں بھی لوگ جمہوریت کی کارکردگی میں خامی یا کمی دیکھتے ہیں فطری طور پر جماعتوں ہی کو موردالزام ٹھہراتے ہیں۔ پوری دنیا کے لوگ سیاسی جماعتوں کے اپنے فرائض کو اچھی طرح ادا کرنے میں ناکام رہنے پر پوری شدت کے ساتھ عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہیں یہی حال ہمارے اپنے ملک میں بھی ہے۔ عوامی بے چینی اور تنقید نے سیاسی جماعتوں کی کارکردگی کے حوالہ سے چار مسائل زدہ علاقوں پر توجہ مرکوز کی ہے سیاسی جماعتوں کو چاہیے کہ جمہوریت کے موثر آلہ کو برقرار رکھنے کے لیے ان تحدیات پر قابو پانے اور ان کا مقابلہ کرنے کی کوشش کریں۔ پہلی تحدی (Challenge) جماعتوں کے اندر داخلی جمہوریت کی کمی ہے۔

پوری دنیا میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ سیاسی جماعتوں کے چند اعلیٰ درجہ کے رہنماؤں کے ہاتھوں میں سارے اختیارات مرکوز رہتے ہیں۔ جماعتیں رکنیت کے رجسٹر نہیں رکھتیں، تنظیمی اجلاس نہیں کرتیں اور پابندی کے ساتھ داخلی انتخابات نہیں کرواتیں۔ جماعت کے عام ممبران کو جماعت کے اندرون میں کیا کچھ ہو رہا ہے اس کی اطمینان بخش معلومات نہیں ہوتی۔ وہ فیصلوں پر اثر انداز ہونے کے لیے جن

جماعتیں خواتین کو زیادہ ٹکٹ کیوں نہیں دیتیں؟ کیا یہ بھی داخلی جمہوریت کی کمی کی وجہ سے ہے؟

© NCERT not to be republished

ہندوستان کی علاقائی پارٹیاں

18/ اکتوبر 2017 کے مطابق

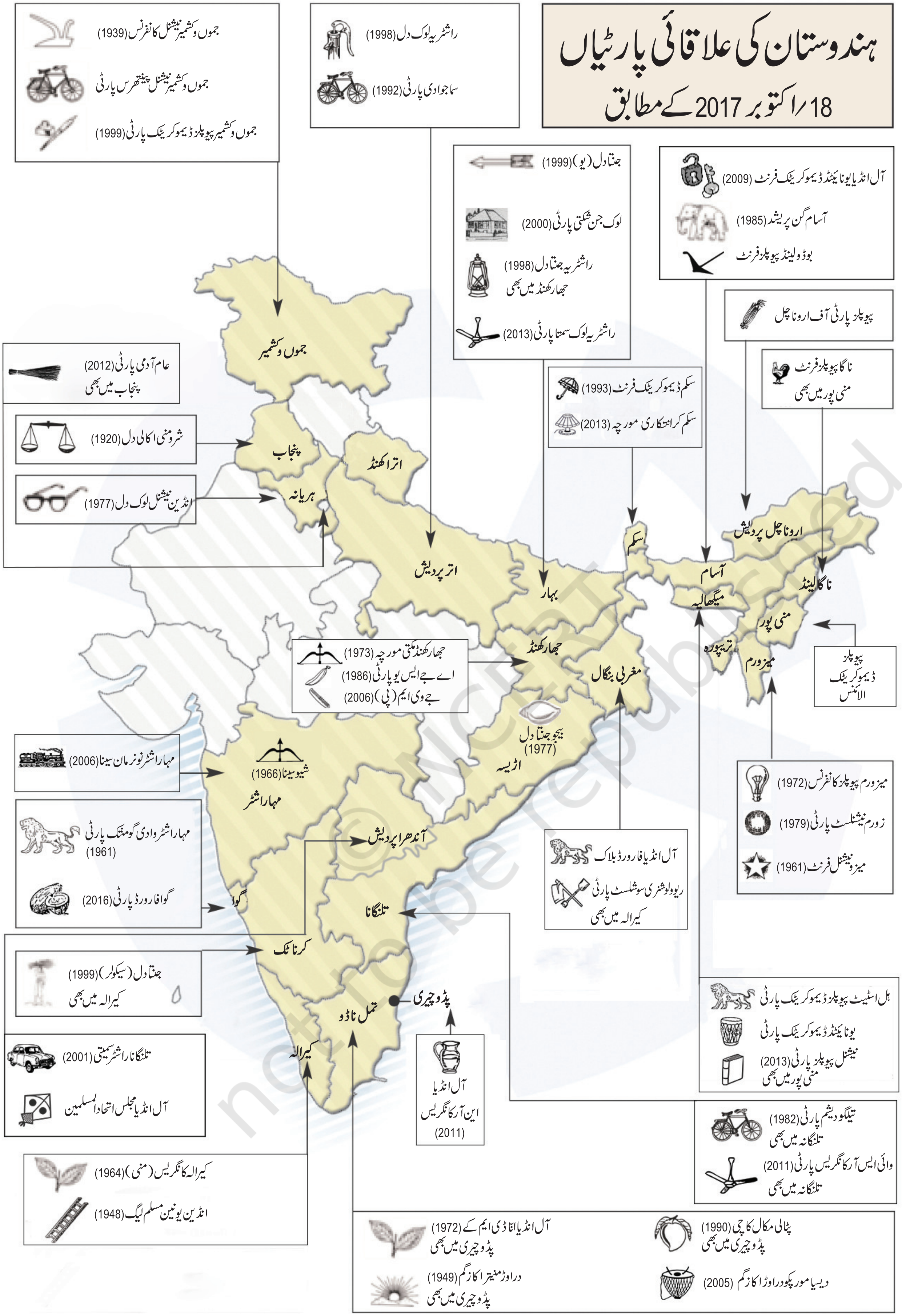

مطلوبہ وسائل و ذرائع نہیں رکھتے نتیجہ کے طور پر رہنماؤں کو جماعت کے نام پر فیصلہ کرنے کے بے پناہ اختیارات مل جاتے ہیں۔ چونکہ ایک یا چند رہنما ہی جماعت کے اہم ترین اختیارات استعمال کرتے ہیں اس لیے جو لوگ قیادت سے مطمئن نہیں ہوتے وہ اس کی وجہ سے پارٹی میں رہنے میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ جماعت کے اصولوں اور پالیسیوں سے زیادہ رہنما کی ذاتی وفاداری اہم ہوگئی ہے۔

خاندانی جانشین کا دوسرا چیلنج پہلے ہی والے سے تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ زیادہ تر جماعتیں اپنے کام کرنے کے کھلے اور شفاف طریقۂ کار پر عمل نہیں کرتیں اس لیے جماعت میں ایک عام کارکن کے لیے اعلیٰ سطح تک پہونچنے کی بہت کم راہیں ہیں۔ جو لوگ لیڈر بنتے ہیں وہ ناجائز طور پر اپنے قریبی لوگوں کو یا ان کے افراد خانہ کو مراعات دیتے ہیں۔ بہت سی جماعتوں میں ہمیشہ اعلیٰ مناسب ایک ہی خاندان کے افراد کے ذریعہ کنٹرول کیے جاتے ہیں۔ یہ اس جماعت کے دوسرے اراکین کے لیے غیر منصفانہ بات ہے۔ یہ جمہوریت کے لیے بھی ناموزوں اور غلط ہے کیوں کہ ایسے لوگ جو مناسب تجربہ یا عوامی حمایت نہیں رکھتے اقتدار پر قابض ہوجاتے ہیں۔ یہ رجحان کسی نہ کسی درجہ میں بشمول چند قدیم جمہوریتوں کے پوری دنیا میں پایا جاتا ہے۔

تیسرا چیلنج بالخصوص دوران انتخاب قوت بازو

برلوسکونی پپٹ تھیٹر

برلوسکونی اٹلی کے وزیر اعظم تھے۔ وہ اٹلی کے اعلیٰ درجہ کے تاجر بھی تھے۔ وہ فوازا اٹالیا کے رہنما تھے جس کی تاسیس1993میں عمل میں آئی۔ ان کی کمپنی کا اپنا ٹی وی چینل تھا ان کے پاس ایک بہت اہم پبلیشنگ کمپنی تھی، ایک فٹ بال کلب (Ac Mclam)اور ایک بینک تھا۔ یہ کارٹون گزشتہ انتخاب کے دوران بنایا گیا۔

© Riber Hansson - Svenska Dagbladet, Cagle Cartoons Inc.

© NCERT not to be republished

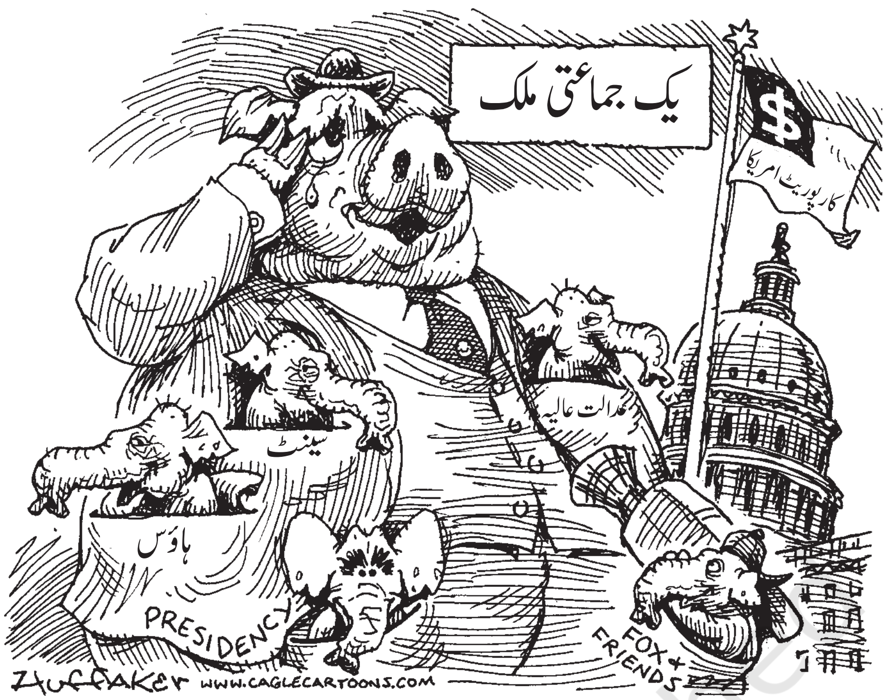

اور دولت کے کردار کو فروغ دینے سے تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ جماعتوں کا مطمح نظر محض انتخاب جیتنا ہے، اس لیے وہ انتخاب جیتنے کی ذیلی راہیں استعمال کرنے کی کوشش کرتی ہیں وہ ایسے نمائندوں کو نامزد کرنے کا رجحان رکھتی ہیں جو مالدار ہوں یا بڑے پیمانہ پر دولت فراہم کرنے کی پوزیشن میں ہو۔ مالدار لوگ اور کمپنیاں جو جماعتوں کو خزانہ فراہم کرتی ہیں وہ جماعت کے فیصلوں اور پالیسیوں پر اثر انداز ہونے کا میلان رکھتی ہیں ۔لیکن کبھی کبھی، جماعتیں ان مجرمین کی حمایت کرتی ہیں جو انتخاب جیت سکتے ہیں۔ پوری دنیا کے جمہوریت پسند جمہوری سیاست میں بڑی کمپنیوں اور امیروں کے بڑھتے کردار کی بابت سخت مضطرب اور پریشان ہیں۔

چوتھا چیلنج یہ ہے کہ زیادہ تر جماعتیں رائے دہندگان کے سامنے با معنی اختیار وانتخاب پیش کرتی نظر نہیں آتیں۔ بامعنی اختیار وانتخاب پیش کرنے کے لیے جماعتوں کو اہمیت کے طور پر لازماً ایک دوسرے سے مختلف ہونا چاہیے۔ حالیہ سالوں میں دنیا کے زیادہ تر حصوں میں جماعتوں کے مابین نظریاتی اختلافات

آپ کے پاس تو پہلے ہی سے بہت پیسے ہیں۔آپ کیوں انتخاب لڑنا چاہتے ہیں؟

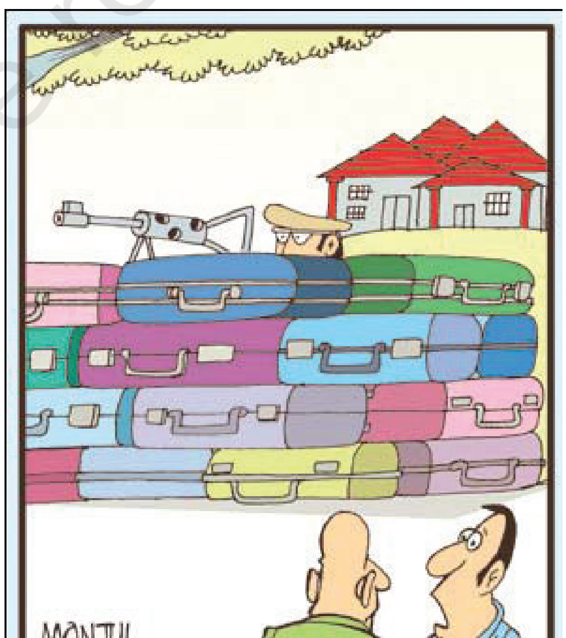

یہ ہارے ہوئے ایم ایل اے کی نگرانی کر رہا ہے

کے باب میں زوال آیا ہے۔مثال کے طور پر برطانیہ میں کنزرویٹیو پارٹی اور لیبر پارٹی کے مابین اختلافات بہت معمولی رہ گیا ہے۔ زیادہ تر بنیادی پہلوؤں پر وہ متفق ہیں البتہ محض پالیسی مرتب کرنے اور اسی پر عمل درآمد کرنے کی تفصیلات طے کرنے پر اختلاف ہے۔خود ہمارے اپنے ملک میں بھی معاشی پالیسیوں پر تمام بڑی جماعتوں کے مابین اختلافات بہت کم رہ گئے ہیں۔ وہ جماعتیں جو واقعتاً مختلف پالیسی اختیار کرنا چاہتی ہیں ان کے لیے کوئی چارہ کار نہیں بچا ہے۔کبھی کبھی لوگ مختلف رہنماؤں کا بھی انتخاب نہیں کر پاتے کیوں کہ وہی رہنما ایک جماعت سے دوسری جماعت میں تبدیل کرتے رہتے ہیں۔

- منتخب ایم پی اور ایم ایل اے کو جماعتیں تبدیل کرنے سے روکنے کے لیے دستور میں ترمیم کی گئی

دوبارہ غور کریں زیادہ تر کارٹون سیاستدانوں کے مضحکہ خیز خاکے ہوتے ہیں۔ان کارٹونوں (صفحہ 83 سے 85 تک) سے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس سیکشن میں بیان کیے گئے چیلنجوں میں سے کس چیلنج کو ان کارٹونوں میں نمایاں کیا گیا ہے۔ان کا تعلق اٹلی، امریکہ اور ہندوستان سے ہے۔

جماعتوں کی اصلاح کیسے کی جاسکتی ہے؟

ان چیلنج کے مقابلہ کے لیے سیاسی جماعتوں کی اصلاح کی ضرورت ہے سوال یہ ہے: کیا سیاسی جماعتیں اصلاح کرنا چاہتی ہیں؟ اگر وہ چاہتی ہیں تو انھیں اب تک اصلاح کرنے سے کس نے روک رکھا تھا؟ اگر وہ نہیں چاہتیں تو کیا اصلاح کے لیے ان پر دباؤ ڈالنا ممکن ہے؟ پوری دنیا کے شہری ان ہی سوالوں کا سامنا کررہے ہیں جواب دینے کے لیے یہ کوئی معمولی سوال نہیں۔ جمہوریت میں آخری فیصلہ ان قائدین کے ذریعہ لیا جاتا ہے جو سیاسی جماعتوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔لوگ انھیں ہٹا سکتے ہیں لیکن محض پارٹی رہنماؤں کو دوسرے سیٹ کے ذریعہ اگر ان میں سے بھی کوئی اصلاح کرنا نہیں چاہتا تو کیسے کوئی ان پر تبدیلی لانے کے لیے دباؤ ڈال سکتا ہے؟

آیئے ہم اپنے ملک کی سیاسی جماعتوں اور ان کے رہنماؤں کی اصلاح کے لیے کی گئی کچھ حالیہ کوششوں اور تجاویز پر نگاہ ڈالیں:

تھی۔ایسا اس لیے کیا گیا تھا کیوں کہ بہت سے منتخب نمائندے وزیر بننے اور نقدی انعام حاصل کرنے کے لیے بری طرح دل بدل کے کھیل میں مصروف ہوگئے تھے۔اب قانون یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی ایم ایل اے یا ایم پی جماعت تبدیل کرتا ہے تو وہ مقنّنہ کی نشست کھودے گا۔اس نئے قانون نے دل بدلی کو کم کرنے میں بڑی مدد کی ہے۔ بایں ہمہ اس نے کسی بھی اختلاف رائے کو بھی مشکل تر کردیا ہے۔ ایم پی اور ایم ایل اے کو جو کچھ بھی پارٹی رہنما طے کرتے ہیں اسے تسلیم کرنا ضروری ہوگیا ہے۔

- عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ نے مجرمین اور دولت کے اثر کو کم کرنے کے لیے ایک حکم جاری کیا ہے اب یہ ہر اس نمائندہ کے لیے جو انتخاب میں حصہ لینا چاہے ایک تفویضی حکم ہے کہ وہ ایک ایسا حلف نامہ داخل کرے جس میں اس کے خلاف غیر

فرہنگ

دل بدل: جس پارٹی سے وہ منتخب ہوا ہے (مقنّنہ کے لیے) اس کے وفاداری تبدیل کرکے دوسری پارٹی کی وفاداری قبول کرے۔

© NCERT not to be republished

2018-19

فرہنگ

حلف نامہ: ایک دستخط شدہ دستاویز جوکسی سرکاری دفتر کے سامنے پیش کی جاتی ہے جس میں ایک شخص اپنی ذاتی معلومات کے متعلق حلفیہ بیان دیتا ہے۔

فیصلہ شدہ مجرمانہ مقدمات اور اس کی جائداد کی تفصیلات درج ہوں۔اس نئے نظام نے عوام کو بہت ساری معلومات فراہم کرنے کا اہتمام کیا ہے۔لیکن اگر نمائندوں کے ذریعہ دی گئی معلومات صحیح ہیں تو اس کے چک (Check) کا کوئی نظام نہیں ہے اس طرح ہمیں کچھ خبر نہیں ہوگی اگر یہ نظام مجرمین اور مالداروں کے زیراثر روبہ زوال ہوگیا۔

- انتخابی کمیشن نے اپنے ایک حکم نامہ میں یہ تمام سیاسی جماعتوں کے لیے لازم قرار دیا ہے کہ وہ پابندی سے اپنا تنظیمی انتخاب کروائیں اور انکم ٹیکس ریٹرن بھریں جماعتوں نے اس پر عمل درآمد شروع کردیا ہے لیکن بسا اوقات یہ محض ایک رسمی بات ہوتی ہے۔البتہ یہ بات واضح نہیں کہ اس اقدام سے سیاسی جماعتوں میں بڑے پیمانہ پر داخلی جمہوریت آئے گی۔

ان کے علاوہ سیاسی جماعتوں کی اصلاح کے لیے اکثر دوسری تجاویز بھی پیش کی جاتی ہیں۔

کیا آپ سمجھتے ھیں کہ سب جماعتوں کی اصلاح کی یہ شکل ان کے لیے قابل قبول ہوگی۔

- سیاسی جماعتوں کے داخلی مسائل کو باضابطہ طے کرنے کے لیے ایک قانون بنایا جانا چاہیے۔ سیاسی جماعتوں پر یہ لازم قرار دینا چاہیے کہ وہ اپنے ممبروں کا باقاعدہ ایک رجسٹر رکھیں، اپنے دستور پر عمل کریں۔آزاد وخودمختار انتظامیہ (Authority) تشکیل دیں، جماعتی تنازعات کی صورت میں ایک قاضی (Judge) کی حیثیت سے کام کریں اور اعلیٰ مناصب کے لیے کھلے عام انتخاب کروائیں۔
- یہ سیاسی جماعتوں کے لیے ایک تفویضی حکم قرار دینا چاہیے کہ وہ کم از کم ٹکٹوں کی تعداد یعنی تقریباً ایک تہائی خواتین نمائندوں کو دیں۔ اسی طرح پارٹی کی فیصلہ لینے والی مجلسوں میں خواتین کے لیے کوٹا متعین ہونا چاہیے۔
- سرکاری امداد پر مبنی انتخاب ہونا چاہیے۔حکومت کو چاہیے کہ وہ جماعتوں کو انتخابی اخراجات برداشت کرنے کے لیے مالی امداد دے یہ امداد انھیں پٹرول، کاغذ، اور ٹیلیفون وغیرہ کی صورت میں دی جاسکتی ہے۔ یا یہ پارٹی کے گذشتہ انتخاب میں حاصل کردہ ووٹ کی بنیاد پر نقدی کی صورت میں بھی دی جاسکتی ہے۔

یہ تجاویز سیاسی جماعتوں کے ذریعہ اب تک قبول نہیں کی گئی ہیں ۔ اگر یہ قبول کرلی گئیں تو کچھ اصلاحات ہوسکتی ہیں۔ تاہم ہمیں سیاسی مسائل کے قانونی حل کے لیے بہت محتاط رہنا چاہیے۔ جماعتوں کی بہت زیادہ ضابطہ بندی منفی ردعمل پیدا کرسکتی ہے۔ یہ چیز تمام جماعتوں کو مجبور کرے گی کہ وہ قانون کے غلط استعمال کی راہیں تلاش کریں۔ اس کے علاوہ سیاسی جماعتیں کوئی ایسا قانون پاس کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گی جسے وہ پسند نہیں کرتیں۔

دو طریقے اور ہیں جن کے ذریعہ سیاسی جماعتوں کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔ایک تو یہ کہ لوگ

© NCERT not to be republished
2018-19

سیاسی جماعتوں پر دباؤ ڈالیں اور یہ کام عدالت میں مقدمہ دائر کرکے ، اشتہارات دے کر اور ان کے خلاف تحریک چلاکر آسانی سے کیا جاسکتا ہے،اوراسی سلسلہ میں عام شہری، فشاری گروہ، تحریکیں اور ذرائع ابلاغ اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ اگر سیاسی جماعتیں محسوس کریں گی کہ اصلاحات نہ کرنے کی صورت میں وہ عوامی حمایت کھودیں گی تو وہ اصلاحات کے بارے میں زیادہ سنجیدہ ہوں گی۔ دوسرے یہ کہ جو لوگ سیاسی جماعتوں میں شامل ہوتے ہیں اگر وہ چاہیں تو اس کی حالت بہتر ہوسکتی ہے کیوں کہ جمہوریت کا معیار عوامی شرکت پر منحصر ہے۔ سیاست کی اصلاح بہت مشکل ہے اگر عام شہری اس میں حصہ نہیں لیتا اور محض باہر سے بیٹھ کر اس پر تنقید کرتا ہے۔ بُری سیاست کا مسئلہ اس سے بہتر اور اچھی سیاست کے ذریعہ حل کیا جاسکتا ہے۔ آخری باب میں ہم اس مسئلہ پر گفتگو کریں گے۔

مشق

1۔ جمہوریت میں سیاسی جماعتیں جو مختلف کام سرانجام دیتی ہیں بیان کیجیے۔

2۔ وہ کون سے چیلنج ہیں جن کا سیاسی جماعتیں مقابلہ کررہی ہیں؟

3۔ جماعتوں کو مستحکم کرنے کے لیے کچھ ایسی اصلاحات تجویز کیجیے جس سے وہ بہتر طور پر اپنے فرائض انجام دے سکیں۔

4۔ سیاسی جماعت کسے کہتے ہیں؟

5۔ ایک سیاسی جماعت کی کیا خصوصیات ہیں؟

6۔ لوگوں کا ایک ایسا گروپ جو اکٹھا ہوکر انتخاب میں حصہ لیتا ہے اور حکومت واقتدار پر قبضہ کرتا ہے اسے کہا جاتا ہے۔

7۔ فہرست I (تنظیموں اور جدوجہد) کا فہرست II سے موازنہ کیجیے اور ذیل کی فہرست میں دیے گئے کوڈ کا استعمال کرتے ہوئے صحیح جواب منتخب کیجیے۔

	فہرست I	فہرست II
1۔	کانگریس پارٹی	A۔ قومی جمہوری اتحاد
2۔	بھارتیہ جنتا پارٹی	B۔ صوبائی پارٹی
3۔	کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (مارکسسٹ)	C۔ متحدہ ترقی پسند اتحاد
4۔	تیلگودیشم پارٹی	D۔ بایاں محاذ

	1	2	3	4
(a)	C	A	B	D
(b)	C	D	A	B
(c)	C	A	D	B
(d)	D	C	A	B

8۔ درج ذیل میں سے کون بہوجن سماج پارٹی کا بانی ہے

A۔ کانشی رام　　B۔ ساہو مہاراج

C۔ بی۔آر۔امبیڈکر　　D۔ جیوتی با پھولے

© NCERT not to be republished

مشق

9۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کا رہنما فلسفہ کیا ہے؟

A۔ بہوجن سماج B۔ انقلابی جمہوریت

C۔ لازمی انسان دوستی D۔ جدیدیت

10۔ جماعتوں سے متعلق درج ذیل بیانات پر غور کیجیے۔

A۔ سیاسی جماعتیں لوگوں کے مابین اعتماد سے بہت زیادہ فیض یاب نہیں ہوتیں۔

B۔ جماعتیں اکثر پارٹی کے اعلیٰ رہنماؤں کے اسکینڈل میں ملوث ہونے کی وجہ سے ہلا دی جاتی ہیں۔

C۔ جماعتیں ضروری نہیں ہے کہ حکومت سازی کریں۔

اوپر دیے گئے بیانات میں کون سا بیان درست ہے؟

(a) A، B اور C (b) A اور B (c) B اور C (d) A اور C

11۔ درج ذیل اقتباس کو پڑھیے اور ذیل میں دیے گئے سوالات کا جواب دیجیے۔

”محمد یونس بنگلہ دیش کے ایک مشہور ماہر معاشیات ہیں۔ انھوں نے غریبوں کے فائدہ کے لیے سماجی اور معاشی ترقی اور فروغ کی اپنی کوششوں کے لیے متعدد بین الاقوامی اعزازات حاصل کیے ہیں۔ انھوں نے اور گرامین بنک نے جسے انھوں نے شروع کیا تھا مشترکہ طور پر 2006میں نوبل امن انعام حاصل کیا۔ فروری 2007میں انھوں نے ایک سیاسی جماعت بنانے اور پارلیمانی انتخاب لڑنے کا فیصلہ کیا۔ ان کا مقصد فعال موزوں قیادت، اچھی حکومت اور نئے بنگلہ دیش کی تعمیر تھا۔ انھوں نے محسوس کیا کہ محض ایک سیاسی جماعت ہی جو روایتی جماعتوں سے مختلف ہو، نیا سیاسی کلچر پروان چڑھا سکے گی۔ ان کی جماعت نچلی سطح سے جمہوری ہو گی۔

میدان عمل میں آنے والی نئی جماعت جسے ناگرک شکتی (شہریوں کی طاقت) کہتے ہیں، بنگلہ دیشیوں کے مابین ایک جوش وہلچل کا سبب بن گئی ہے۔ حالانکہ زیادہ تر لوگوں نے ان کے فیصلہ کا خیر مقدم کیا تاہم کچھ لوگ اسے پسند نہیں کرتے۔ ایک سرکاری اہلکار شاہد الاسلام کا کہنا ہے: ”اب میں سمجھتا ہوں کہ بنگلہ دیش کو اچھی اور بری حکومت کے مابین انتخاب کرنے اور آخر کار ایک اچھی حکومت قائم کرنے کا موقع ملے گا۔ ہمیں امید ہے کہ وہ حکومت نہ صرف اپنے آپ کو بدعنوانی سے دور رکھے گی بلکہ بدعنوانی اور کالے دھن کے خلاف لڑنے کو بھی اولین ترجیح دے گی۔“

لیکن روایتی سیاسی جماعتوں کے قائدین جن کا ملک کی سیاست پر کئی دہائیوں سے غلبہ تھا فکر مند اور تشویش میں مبتلا تھے۔ بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی کے ایک بزرگ رہنما نے کہا: ”نوبل انعام جیتنے میں (ان کی شخصیت پر) کوئی تنازعہ نہیں تھا لیکن سیاست مختلف ہے۔ اس میں سخت مقابلہ اور اختلاف ہوتا ہے“ کچھ دوسرے لوگ بھی سخت جیں بجیں تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ کیوں میدان سیاست میں کود پڑے۔ ایک سیاسی مشاہد کا کہنا تھا۔”کیا انھیں ملک کے باہر سے ان کا کوئی سرپرست اپنی سیاست میں جمانے کی کوشش کررہا ہے۔“

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یونس نے ایک نئی سیاسی جماعت متعارف کرانے کا صحیح فیصلہ کیا تھا؟

کیا آپ بیانوں اور لوگوں کے ذریعہ ظاہر کیے گئے اندیشوں سے متفق ہیں؟ آپ اسی نئی جماعت کو دوسری جماعتوں سے مختلف بنانے کے لیے کس طرح اس کی تنظیم کریں گے؟ اگر آپ نے اس نئی جماعت کو میدان میں اتارا ہوتا تو اس کا کیسے دفاع کرتے؟

© NCERT not to be republished